نگاہ اولین

توہین رسالت کیس اورامت اسلامیہ کی ذمہ داریاں

سیکرٹری

اللہ رب العالمین نے اپنے افضل ترین پیغمبر خاتم النبیین ﷺ کو رحمت عالم بنا کر مبعوث فرمایا۔﴿ وما ارسلناک إلا رحمة للعالمین ۞﴾ [الانبیاء ۱۰۷] اور ہر دو جہاں میں ان کی شان دوبالا فرمائی۔﴿ ورفعنا لک ذکرک ۞﴾ [الانشراح : ٤] چنانچہ دنیا جہاں میں ہر لحہ بدلتے اوقات میں کہیں نہ کہیں پانچوں وقت کی اذان میں رب العالمین کی ''توحید'' کے ساتھ ساتھ رحمۃ للعالمین ﷺ کی ''رسالت'' کی گواہی بھی گونجتی رہتی ہے۔اس کے ساتھ چراغ مصطفوی سے ستیزہ کار رہنے والے شرارِ بولہبی بکھیر کر صدق ومروت کو خاکستر کرنے کی شرارت بھی کرتے رہتے ہیں۔

انسانی ڈھانچے میں مستور شیاطین' اولادِ ابلیس کے ساتھ ساز باز کر کے داعیانِ حق کے خلاف ہر قسم کے پروپیگنڈے اور سازشیں کرتے چلے آئے ہیں۔﴿ وکذلک جعلنا لکل نبی عدواً شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا ﴾ [الانعام: ۱۱۲] ﴿ وکذلک جعلنا لکل نبی عدواً من المجرمین ﴾ [الفرقان: ۳۱] ان سازشوں سے اللہ پاک کے فرستادہ پیغمبروں علیھم الصلاۃ والسلام اور صلحاء امت کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا' بلکہ ہر دو جہاں میں اس کا وبال خود ان شیطانوں پر پڑتا ہے۔﴿ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ ﴾ [فاطر /٤٣]

﴿ ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل ا باللّٰہ وا یٰتہ ورسولہ کنتم تستھزء ون ۞ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمٰنکم ان نعف عن طائفة منکم نعذب طائفة بأنھم کانوا مجرمین ۞ ﴾ [التوبة: ٦٥-٦٦] **''اور اگر آپ ان سے بیان لیں تو صفائی پیش کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم صرف وقت گزاری کی باتیں اور ہنسی مذاق کر رہے تھے۔آپ فرما دیجیے:'' کیا تم اللہ پاک،اس کی آیات مقدسہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کو نشانہ تضحیک بنا رہے تھے!؟! کوئی عذر نہ تراشو! یقیناً تم نے دعوائے ایمانی کے بعد صریح کفر کا ارتکاب کیا ہے۔اگر ہم تم میں سے بعض سے نرم رویہ اپنائیں (تو ہماری مرضی)،باقی ہم تم میں سے ایک گروہ کو مبتلائے عذاب کر لیں گے،کیونکہ ان کا جرم آشکارا ہو چکا ہے۔''**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ،محمد بن کعبؒ،زید بن اسلمؒ اور قتادہؒ کا بیان ہے کہ غزوہ تبوک کے سفر کے دوران ایک شخص نے یہ بکواس کیا:''ہم نے اپنے قاری صاحبان کی طرح شکم پرست،دروغ گو اور میدان وغا میں تھڑدلا کسی کو نہیں پایا۔'' اتفاقاً عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فوراً ٹوکا:''تم نے جھوٹ بکا ہے،بلکہ تم یقیناً منافق ہو۔میں ضرور رسول اللہ ﷺ سے تمہاری شکایت کروں گا۔'' عوف شکایت لے کر دوڑا تو اس نے دیکھا کہ اس سے پہلے جبریل علیہ السلام قرآن لے کر حاضر ہو چکے تھے۔اب وہ ملعون

خدمت نبوی میں آیا، اتنے میں آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر روانہ ہو چکے تھے۔اس نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! ہم صرف سفر میں وقت گزاری کے لیے مزاحیہ باتیں کر رہے تھے۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ منظر اب بھی میری نگاہوں میں ہے، وہ اونٹنی کی رسی تھام کر روکنے کی کوشش کر رہا تھا اور اپنا عذر لنگ دہرا رہا تھا، اور رسول پاک ﷺ صرف یہی فرماتے تھے: **''کیا تم اللہ پاک، اس کی آیات مبارکہ اور اس کے فرستادہ رسول ﷺ سے متعلق مذاق کر رہے تھے؟! کوئی بہانہ نہ بناؤ، تم دعوائے ایمان کے بعد کفر صریح کا ارتکاب کر بیٹھے۔''** آپ ﷺ اس کی طرف رخ انور پھیرنا گوارا فرماتے تھے نہ اس سے زیادہ اس سے کوئی بات کرتے۔'' (ابن جریر ۱۰/۱۱۹ وابن ابی حاتم عن ابن عمر رضی اللہ عنہ باسناد حسن۔انظرفتح المجید ص ۶۲۸)

دیکھیے اس بد بخت نے ''علماء قرآن'' کی اہانت کا ارتکاب کیا، جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ خود رب ذوالجلال اور اس کے محبوب ﷺ نے بھی ''اللہ پاک، قرآن مجید اور رسول مقدس ﷺ'' کی توہین قرار دے کر اس کے عذر کو مردود، مسترد اور ناقابل تلافی قرار دیا، اس کے مکروہ چہرے کو ناقابل التفات ٹھہرایا۔ کیونکہ اس دور میں ''علمائے قرآن'' خود رسول اقدس ﷺ کی سربراہی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، جن کی اہانت سے ان کے اولین منبع علم قرآن مجید اور اس کلام پاک کے اتارنے والے رب العالمین کی توہین کا پہلو بھی نکلتا ہے۔

تمام کفار و منافقین حضرت رسول اللہ ﷺ اور قرآن کے بدترین دشمن تھے۔ کبھی کبھار کوئی ہرزہ سرائی کی جسارت کرتا تو قرون اولیٰ کے غیور مسلمان کسی نہ کسی طرح اسے کیفر کردار تک پہنچا کر دم لیتے تھے۔ رحمة الله عليهم اجمعين

جب اہل اسلام عیاشیوں میں کھو کر جہاد فی سبیل اللہ میں کمزوری دکھانے لگے تو اعدائے اسلام ان کے دین اور اس کی بنیادی تعلیمات کی صریح توہین کی جرأت کرنے لگے اور جب دشمنان دین و ملت کے حکم پر نام نہاد مسلم حکمرانوں نے ''جہاد فی سبیل اللہ'' اور ''دہشت گردی'' میں فرق مٹا دیا تو احفاد القردة والخنازير اور بندگان طاغوت کی ہرزہ سرائیوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔ **العياذ بالله**

کرے بلوٹکن نامی ڈینش مصنف کے تقاضے پر یہودی ایڈیٹر فلیمنگ روز نے اپنے اخبار Jyllands Posten میں پیغمبر اسلام ﷺ کے خاکے بنوانے کے لیے اشتہار شائع کیا۔ 12 کارٹونسٹوں نے مقابلے میں حصہ لیا، ان کے بنائے ہوئے خاکے اخبار میں شائع ہوئے۔ قتل کا فتویٰ صادر ہونے کے بعد یہودی فلیمنگ امریکہ میں چھپا ہوا ہے اور ویسٹر گارڈ ڈینش پولیس کی حفاظت میں ہے۔ ڈنمارک کے بعد ان خاکوں کو اکثر یورپی ممالک اور امریکہ نے بھی شائع کیا ہے۔

ان خاکوں کی تیاری اور اشاعت کے خلاف مسلمانان عالم کا احتجاج نہ صرف قرآن پاک و حدیث شریف کی روشنی میں بلکہ خود ڈنمارک سمیت مغربی ممالک کے مروجہ قوانین کی رو سے بھی درج ذیل وجوہات کی بنا پر بالکل صحیح اور حق بجانب ہے:

{1} تحریف شدہ ادیان سماویہ اور دیگر رائج الوقت ادیانِ عالم میں تصویر کشی اور مجسمہ سازی سے متعلق مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔اکثر ادیان باطلہ میں مذہبی قیادت کے حامل بزرگوں کی تصاویر اور مجسموں (بتوں) کو نہایت تقدس حاصل ہوتا ہے حتی کہ بہت سے ادیان میں ان کی باقاعدہ پرستش کی جاتی ہے۔بعض انہیں حصول برکت کی غرض سے اپنی عبادت گاہوں اور ڈرائنگ رومز میں آویزاں کرتے ہیں اور بعض ادیان میں تصویر کشی وغیرہ سے متعلق حرمت یا جواز کا کوئی حکم سرے سے موجود ہی نہیں۔ لیکن اسلام میں تمام جاندار چیزوں کی تصویر کشی اور مجسمہ سازی کو واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہے۔صرف رجسٹریشن اور سکیورٹی مقاصد کے تحت ضروری تصاویر کو' الضرورة تبیح المحذورات ''کے تحت جائز قرار دیا جاتا ہے۔جبکہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام وصلحاء عظامؒ کی تصویر کشی تو ''شرک'' کا ذریعہ بننے کے خوف سے خصوصاً باعث لعنت ونفرین ہے۔

{2} اللہ پاک نے بنی نوع آدم میں سے ہر فرد کو اپنی حکمت ومشیت کے مطابق الگ الگ شکل وصورت عطا فرمائی ہے۔ان میں سے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے بابرکت اجسام کو اللہ رب العزت نے خصوصی شرف اور عظمت سے نوازا ہے۔انہیں قبروں میں گلنے سے محفوظ رکھا ہے اور شیطان لعین کے لیے ان کی شکل اختیار کرنے کی گنجائش نہیں رکھی ہے۔

اب کوئی ماہر ترین آرٹسٹ بھی شمائل نبویہ کو مدنظر رکھ کر بڑے اہتمام سے نبی اکرم ﷺ کی تصویر یا کارٹون بنائے' تب بھی یہ صرف اسی شیطان صفت ملعون کے ذہن میں ابھرنے والے خیالات کی عکاسی ہوگی، جسے اس مقدس ہستی ﷺ سے منسوب کرنا جھوٹ ہونے کے علاوہ انتہائی جہالت ،شرارت اور توہین بھی ہے۔

{3} اگر کوئی ملعون اپنے ناپاک ذہن سے تراشیدہ تصویر یا ڈھانچے کو کسی مقدس ہستی سے منسوب کرنے کے علاوہ اس میں کسی قسم کا توہین آمیز پہلو بھی شامل کرے تو ایسے شخص کو رب العالمین کی بنائی ہوئی زمین پر جیتے رہنے کا کوئی حق نہیں رہتا۔وہ بالاجماع واجب القتل ہے۔(الصارم المسلول علی شاتم الرسول)

{4} جب تک اس عالم میں خلافت اسلامیہ کی برکات جاری رہیں اور اسلام کے نظام عدل کے سائے تلے انسانیت امن وسکون سے بہرہ ور ہوتی رہی، بلاد اسلامیہ میں کسی غیر مسلم کو بھی خود اپنے نبی علیہ السلام کی تصویر کشی یا ماڈل سازی کی اجازت نہ تھی کیونکہ اسلام کی نگاہ میں کسی بھی پیغمبر کی توہین سنگین جرم ہے۔خلافت عثمانیہ کے دور میں شام کے عیسائیوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے پر ڈرامہ بنانے سے حکماً روک دیا گیا تھا۔(مجلة البحوث الاسلامية ١٣٩٥هـ)

{5} جب تک امت اسلامیہ کے جوان اور بزرگ کرکٹ کے بجائے تیر اندازی وشہسواری کے رسیا تھے، امیر المومنین یا خلیفة المسلمین کافروں کے آگے گھٹنے ٹیک کر مذاکرات اور مرعوب ہوکر دوستی کرنے پر جہاد کو ترجیح دیتے تھے، اس وقت تک دارالاسلام تو درکنار دارالحرب کے اندر کسی کافر کو بھی اس قسم کی کوئی شرارت کرنے کی جسارت نہ ہوتی تھی، اگرچہ خود ان کی نگاہ میں

توہین شمار نہ ہوتی ہو۔ بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں لندن میں بعض انبیاء کرام علیہم الصلاۃ و السلام کو کسی ڈرامے کا کردار بنانے کے منصوبے کی اطلاع ملی تو خلیفہ عثمانی ؒ نے اپنے سفیر کے ذریعے پیغام بھیجا:''اگر یہ ڈرامہ نہ روکا گیا تو ہم امت اسلامیہ کو برطانیہ کے خلاف جنگ کا حکم دیں گے۔''

{6} توہین رسالت کی اس کارروائی سے دنیا کے سوا ارب مسلمانوں کے پاکیزہ جذبات کو شدید دھچکا لگا ہے۔ جو کہ حقوق انسانی کی واضح پامالی ہے، جس سے مذہبی منافرت میں شدید اضافہ ہوا ہے۔

{7} ڈنمارک کے کریمنل کوڈ سیکشن 140 ،پینل کوڈ کے سیکشن 266B وغیرہ کے تحت مذہب ،عبادات اور مقدس علامات کے حوالے سے دل آزاری کرنا جرم ہے۔

یورپی کنونشن کے چارٹر مجریہ 1950 روم، اس کے سیکشن نمبر 1 آرٹیکل 10 اور ICCPR کے قانون میں بھی آزادی اظہار کو دیگر افراد اور معاشرے کے حقوق سے متصادم نہ کرنے کی شرط ہے۔ اور ان قوانین کے تحت مختلف یورپی عدالتوں نے خود متعدد اہانت آمیز اور مذہبی منافرت پھیلانے والے اقدامات کو روک دیا ہے۔

ایجابی پہلو:

سانحے اور سازش کی دلدوز گھڑیوں کے ساتھ معاملے کا نہایت خوش کن پہلو یہ ہے کہ مظلومیت کے احساس نے مسلمانان عالم کو ہم خیال اور متفق کر دیا ہے، حتی کہ لبرل ٹائپ مسلمان بھی ملت اسلامیہ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ و للہ الحمد

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اقتدار پرست حکمرانوں کا ضمیر بھی سیاسی افق پر رونما ہونے والے واقعات سے سبق لے رہا ہو گا اور ان کا دل بھی کڑھتا ہو گا۔

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور ڈنمارک حکومت کی ہٹ دھرمی پر امت اسلامیہ نے مسلمان ممالک سے مطالبہ کیا کہ ڈنمارک سے سفارتی تعلقات منقطع کریں، ان کی مصنوعات کی درآمد بند کریں۔ تو تمام یورپی ممالک اور امریکہ نے ان خاکوں کو شائع کر کے یہ پیغام دیا:''الکفر ملة واحدة'' اب ہم اپنے حکمرانوں سے مطالبہ کر سکتے ہیں کہ معمولی فروعی یا سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر آپس میں متفق و متحد ہو جائیں۔ اگر ہم عملی طور پر''الاسلام ملة واحدة'' کا ثبوت پیش کریں تو اسلام دشمن قوتیں جلد سرنگوں ہو جائیں گی۔

مسلم حکمرانوں اور قائدین کی ذمہ داری ہے کہ امت کے حالیہ اتحاد کو غنیمت جان کر انہیں منظم کرنے کے لیے مسلم ممالک کی تنظیم O.I.C کے بے جان مجسمے میں اتفاق و محبت اور باہمی تعاون کی روح پھونک دیں۔ اگر مسلمانان عالم راست اقدامات کر لیں تو ہماری لبرل قیادتیں بھی کاروانِ امت اسلامیہ میں اپنی شمولیت پر فخر کر سکیں گی۔

امت اسلامیہ کی قیادت اور عوام الناس کو ایسے دلدوز مواقع پر کس ردعمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے؟

یہ سوال نہایت اہمیت کا حامل ہے۔اس سلسلے میں امت مختلف راستوں کے سنگم پر کھڑی ہے، بعض راستوں کو دیکھ رہی ہے اور بعض کی طرف توجہ مبذول کرنے کی ہمت نہیں کر رہی:

[1] احتجاجی ریلیاں، بینرز، پوسٹرز، وال چاکنگ اور نعرہ بازیاں:

یہ احتجاج کے ''جائز'' جمہوری طریقے ہیں۔اور کافروں کی خواہش ہے کہ امت کی کارروائی انہی پر منحصر رہے۔

[2] سفارتی تعلقات کا انقطاع:

یہ عالمی سطح پر احتجاج کا نہایت اعلیٰ طریقہ مانا جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایسا اقدام نہیں کیا۔تاریخ وسیر سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے کسی بھی سنگین صورت حال میں دشمن سے وفود کا تبادلہ اور سفارت کا سلسلہ منقطع نہیں کیا۔واقعہِ حدیبیہ کے موقع پر کفارِ قریش کی طرف سے مسلمانوں کے سفیر کو قتل کر کے دشمنوں کی طرف سے سفارتی تعلق منقطع کرنے کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ سے فوری مسلح انتقامی کارروائی کرنے کا عہد لیا۔[بخاری، کتاب المغازی]

اگر امت ایسی کارروائی میں فائدہ محسوس کرے تو جائز ہوسکتا ہے، لیکن اس طریقے کو اپنانے سے قبل جائزہ لینا ضروری ہے کہ کہیں ہماری اپنی ضرورت خود ہی دوبارہ سفارتی روابط بحال کرنے پر مجبور نہ کرنے پائے۔جیسے کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے کے خلاف عالم عرب نے مصر سے سفارتی تعلقات ختم کر دیے تھے، بعد میں انہیں غیر مشروط طور پر فیصلہ واپس لینے کی سبکی اٹھانا پڑی۔

[3] سفارتخانوں پر حملے، آتش زنی اور گھیراؤ:

یہ احتجاج کے ''ناجائز'' جمہوری طریقے ہیں۔جن کے لیے نہ صرف ملکی و بین الاقوامی قوانین رکاوٹ ڈالتے ہیں بلکہ شریعت اسلامیہ بھی سفارتی آداب کو ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتی ہے۔حبیب رب العالمین ﷺ نے مسیلمہ کذاب وغیرہ کے نمائندوں سے فرمایا: ''**لولا انک رسول لقتلتک**'' [مسند احمد حدیث ٤٣٦٠،٩٤ عن ابن مسعود] ''**لو کنت قاتلا وفدا لقتلتکما**'' [سنن الدارمی ٣٠٧/٢، سنن ابی داؤد ٨٣/٣]

[4] توہین رسالت کے مرتکب ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ:

یہی ان مادہ پرستوں کو مادی نقصان دینے کا موثر ذریعہ ہے اور یہ عالمی منڈی میں بھی ایک جائز اقدام ہے۔جس کی طرف اہتمام سے لوگوں کو راغب کرنا ضروری ہے۔اب تک کے اقدامات یا مطالبات میں سے صرف یہی منصوبہ مفید اور مؤثر ہے۔

بعض صحابہ ﷺ نے کفار کے برتن استعمال کرنے کے بارے میں پوچھا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''**ان لم تجدوا غيرها فاغسلوها وكلوا فيها**'' [بخاری کتاب الصید رقم: ٥٠٦٥ عن ابی ثعلبة الخشنی ٥١٩/٩، ٥٣٧،

ابوداؤد ٤/١٧٨، احمد ٤/١٩٤]

اگرچہ سوال میں نجاست وطہارت کا پہلو نمایاں ہے، لیکن ہم تجارت ومعیشت میں بھی اسے اصول بنا سکتے ہیں۔ یعنی جو مصنوعات مسلمانوں کے ہاتھوں تیار ہوتی ہیں، ہم ان پر کافروں کی مصنوعات کو ترجیح نہ دیا کریں۔

[5] توہین رسالت کے مجرموں کو ان کے اپنے قوانین کے تحت سزا دینے کا مطالبہ کرنا۔

ان ملکوں کے قوانین میں عائد سزائیں اسلامی نقطہ نگاہ سے انتہائی ہلکی تعزیر سے بڑھ کر نہیں۔ مثلاً ڈنمارک کے قانون میں زیادہ سے زیادہ 4 ماہ کی قید ہے، لہٰذا یہ مطالبہ فضول ہے۔

[6] ان مجرموں کو پاکستان جیسے مسلم ممالک کے حوالے کرنے کا مطالبہ:

ہر مسلمان کو افسوس ہے کہ نواز حکومت نے توہین رسالت کے 2 نصرانی مجرم جرمنی کے حوالے کر دیے تھے۔ ہمارے موجودہ حکمرانوں کو بھی اسلام دشمن ممالک کی طرف سے توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کا حکم مل رہا ہے۔ اکثر حکمران طبقہ بھی اسلام دشمنوں کے حق میں نرم تر پالیسی رکھتا ہے اور دیگر اسلامی ممالک پر بھی دباؤ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لہٰذا یہ مطالبہ بھی چنداں مفید نہیں۔

اس معاملے کو حل کرنے اور آئندہ کے لیے ہر قسم کے توہین آمیز اقدامات سے محفوظ رہنے کی خاطر کچھ بنیادی نوعیت کی اصلاحات کی اشد ضرورت ہے، جو ہمارے خیال میں مندرجہ ذیل ہیں:

{1} امت میں محبت الٰہی کا عقیدہ راسخ کرنا:

اللہ رب العزت کی ذات اقدس ومقدس سے محبت وعقیدت انسان کا فطری جذبہ ہے جس میں انسان کے ایمان وتقویٰ کے حساب سے اضافہ ہوتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿والذين امنوا اشد حباً لله﴾ [البقرة/١٦٥]

اکثر شرکیہ عقائد، معصیت الٰہی اور لبرل ازم کے نام پر نفاق والحاد جیسی خطرناک ترین بیماریوں کے پس پردہ اللہ پاک کی ذاتِ اقدس کی شان وعظمت سے جہالت اور خالق ومالک سے بے اعتنائی کے جراثیم کارفرما ہوتے ہیں۔ ایسے ہی دشمنان دین وعقیدہ سے متعلق ارشاد الٰہی ہے: ﴿ وما قدروا الله حق قدره ﴾ [الأنعام/٩١] لہٰذا علمائے دین کو چاہیے کہ بندگان الٰہی کو اپنے معبود برحق کے اسمائے حسنیٰ اور صفات کاملہ کے حوالے سے پہچان کرائیں، تاکہ وہ اپنے پروردگار سے سچی محبت کرنے لگیں۔

{2} ملت میں محبت نبوی کا جذبہ پروان چڑھانے کی جدوجہد

یہ شرعی فریضہ ہے اور اہل علم وعمل پر لازمی ہے کہ اہل اسلام میں سچی وشرعی محبت نبوی کی تحریک کے بل بوتے پر سنت نبویہ کے مطابق عقائد واعمال کی اصلاح کی مہم چلائی جائے۔ فرمان مقدس ہے: ﴿ قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم ﴾ [آل عمران/٣١] جہاں کہیں بدعات وخرافات، عقائد میں انحراف، مسائل میں جمود وتعصب

یا کردار میں کسی قسم کی بے راہروی پائی جائے ،اس کی تہ میں محبتِ نبوی پر کسی دوسرے کی محبت کا غلبہ ہی پوشیدہ ہوتا ہے۔

{3} عالم اسلام کو بین الاقوامی معاملات میں قرآن وحدیث کی پیروی کرنا چاہیے۔

قرآن پاک نے دنیاوی تعلقات اور معاملات سے متعلق کافروں کی دو واضح قسمیں بیان کی ہیں۔اور ہر ایک سے تعامل کا شرعی انداز بھی بیان کیا ہے۔﴿ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیٰرکم اَن تبروھم وتقسطوا الیھم اِنّ اللہ یحب المقسطین ۞ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قٰتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظٰھروا علی اخراجکم اَن تولوھم ومن یتولھم فاولٰئک ھم الظٰلمون ۞ ﴾ [الممتحنۃ۸،۹] **''جن لوگوں نے تم سے جنگ نہ چھیڑی اور تمہیں تمہارے وطن سے نکل جانے پر مجبور نہ کیا، اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے بھلائی کا سلوک کرنے اور منصفانہ معاملات نمٹانے سے منع نہیں فرماتا، بے شک اللہ پاک انصاف پروروں کو پسند فرماتا ہے۔ اللہ تو صرف ان لوگوں کے ساتھ دوستی اختیار کرنے سے تمہیں روکتا ہے جنہوں نے دینی اختلاف کی وجہ سے تم پر جنگ مسلط کی اور جو تمہیں بے وطن کرنے کا ذریعہ بنے اور تمہاری بے دخلی کی خاطر آپس میں تعاون کیا۔اور جو کوئی (دعوائے ایمانی کے بعد) ایسے لوگوں سے دوستی نبھائے تو بالکل وہی لوگ ستمگر ہیں۔''**

آج اکثر مغربی ممالک اور امریکہ وغیرہ باقاعدہ **''صلیبی جنگ''** کا نعرہ لگا کر اہل توحید کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔حالیہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت میں ڈنمارک کے بعد ناروے اور فرانس نے حصہ لیا۔ پھر جرمنی ،اٹلی ،ہالینڈ ،پرتگال ،سپین اور سوئٹزرلینڈ نے بھی اسی نوعیت کے کارٹون اور خاکے شائع کیے۔صلیبی جنگ کے سرغنہ امریکی صدر بش نے بھی ڈنمارک کی حمایت کی۔یورپی پارلیمنٹ نے بھی اعلان کیا کہ ڈنمارک کا بائیکاٹ پورے یورپ کا بائیکاٹ تصور کیا جائے گا۔

ان تمام ممالک نے یہ اعلان کر کے ثابت کر دیا ہے کہ:﴿اِن یثقفوکم یکونوا لکم اعدآء ویبسطوآ الیکم ایدیھم والسنتھم بالسوٓء وودوا لوتکفرون ۞﴾[الممتحنۃ:۲]

{4} مسلمان ممالک کو اپنی الگ بین الاقوامی تنظیم کی ضرورت ہے۔

عالم اسلام اپنی تنظیم O.I.C کو مؤثر اور فعال بنانے کے لیے آپس میں تعاون کریں اور آپس کے معاملات U.N.O کے بجائے اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کریں۔یہی ﴿انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم﴾ [الحجرات/ ۱۰] اور ﴿ وامرھم شوریٰ بینھم ﴾[الشوریٰ/۳۸] کا تقاضا ہے۔

{5} اسلامی نظام حکومت کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے۔

عالم اسلام ہر قسم کے کافرانہ نظامہائے حکومت کو مسترد کر کے اسلامی خلافت وامارت کا عادلانہ نظام اختیار کریں۔ فیصلے

اسمبلیوں میں ''بنائے گئے'' کمتر قوانین کے بجائے رب ذوالجلال کی طرف سے ''نازل شدہ'' برتر قانون کے تحت کریں۔﴿ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الکفرون ۞﴾[المائدة:٤٤]،﴿ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الظلمون ۞﴾[٤٥]،﴿ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الفسقون ۞﴾[٤٧] اس ''کفر''، ''ظلم'' اور ''فسق'' سے اجتماعی توبہ ہمارے تمام مسائل کے حل اور امن واماں کے مستقل قیام کا ضامن ہے۔

{6} عالمی سطح پر دعوتِ اسلام کی نشرواشاعت میں اضافہ کی ضرورت ہے۔

اسلام کے مطالعے اور قبولیت میں اضافے پر سیخ پا ہوکر یہود ونصاریٰ اوچھے ہتھکنڈوں سے اسلام اور اس کے مقدسات کو ہدفِ تنقید بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔ان کا یہ مشن ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' کے مصداق علمی تحقیق کے میدان میں اپنی نامرادی کا اظہار ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ''ٹیڑی سے آسمان نہیں تھمتا!!''

ہمیں آج کی علمی دنیا کو بڑے طمطراق سے جتانا پڑے گا کہ علمی تحقیق وتاریخی ثبوت کے لحاظ سے یہود ونصاریٰ کا سرمایہ علمِ دین اسقدر غیر مستند اور بودا ہے کہ ہمارے ایک ''ضعیف حدیث'' کی برابری بھی نہیں کرسکتا۔

{7} جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اسلحہ ٹیکنالوجی کی مکمل تیاری کریں۔

مسلمان ممالک ظالم وکافر حکومتوں کے دباؤ سے نکلنے اور جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر دفاعی ٹیکنالوجی کے حصول اور ترقی کے لیے ہر ممکن کوشش اور باہم تعاون کریں۔اللہ کا فرمان ہے:﴿ واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخیل ترهبون به عدو الله و عدوکم ﴾[الانفال:٦٠]

{8} جہاد فی سبیل اللہ کے لیے افرادی قوت کی مکمل تیاری کریں۔

تمام اسلامی ممالک میں مسلمان نوجوانوں کو جہاد کی عملی تربیت دی جائے،تاکہ کسی بھی خطرے سے نمٹنے کے لیے کافروں کے آگے دست سوال دراز کرنے کی ذلت،من مانی شرائط کا بوجھ اور دفاعی معاملات میں دشمن کے دست نگر ہونے کا خطرہ نہ مول لینا پڑے۔﴿ یایها النبی حرض المؤمنین علی القتال﴾[الانفال/٦٥]

{9} دفاعی ودیگر معاہدوں پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

مسلم ممالک کافروں سے کیے گئے دفاعی معاہدے یکسر مسترد کردیں اور دب کر کیے گئے تمام معاہدوں کی تنسیخ کا اعلان کردیں،تاکہ پوری تسلی اور یقین کے ساتھ ''جهاد فی سبیل الله'' کا مبارک عمل شروع ہوسکے۔امت کو جان لینا چاہیے کہ جھوٹ اور دوغلی پالیسی کے تحت کی جانے والی مسلح کوششیں بھی زیادہ بارآور نہیں ہوتیں۔حکم الٰہی ہے:﴿واما تخافنّ من قومٍ خیانةً فانبذ الیهم علی سوآء ان الله لایحب الخآئنین ۞﴾[الانفال:٥٨]

{10} حکمت کے مطابق معاہدہ امن کی گنجائش ہے۔

البتہ جو کافر ممالک ہمارے ساتھ امن و مروت کے ساتھ رہنا چاہیں، ان کے ساتھ امن کا معاہدہ کر لینے میں کوئی ہرج نہیں۔﴿ وان جنحوا للسلم فاجنح لها وتوكل على الله ﴾[الانفال: ٦١]

{11} سیاسی، معاشی اور دیگر میدانوں میں تعاونِ باہمی کی ضرورت ہے۔

عالم اسلام اقتصادی وتجارتی معاملات میں ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کریں۔اسلامی ممالک کے مابین کسٹم اور امیگریشن قوانین کو نرم کر کے آزادانہ تجارت کی پالیسی اختیار کی جائے، تاکہ بحیثیت مجموعی امت اسلامیہ کی معیشت مستحکم ہو۔ اس مقصد کے لیے ''یورو'' کی طرز پر ایک ''مشترکہ اسلامی کرنسی قائم کرنا بھی بہت مفید ثابت ہوگا۔

اللہ پاک نے ﴿..... **فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله**﴾[الجمعة/ ١٠]اور﴿ **ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم** ﴾[البقرة/١٩٨] آیات میں کسب حلال کو فضل الٰہی قرار دیا ہے۔پس اخوت ایمانی کا تقاضا ہے کہ ہم مسلم ممالک کی پیداوار اور مصنوعات استعمال کریں تاکہ ملت اسلامیہ کو ''فضل الٰہی'' کے حصول میں سہولت ملے اور ہماری معیشت مستحکم ہو۔" **ومن كان في حاجة اخيه كان الله في حاجته**" [بخاری کتاب المظالم باب٣، مسلم کتاب البر حدیث٥٨] ''**ترى المؤمنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد الواحد** ......''
[بخاری کتاب الادب باب ٢٧، مسلم کتاب البر حدیث٦٦]

خدشات اور رکاوٹیں:

جب امت اسلامیہ اپنے حالیہ اتفاق واتحاد کے'' ثمرات'' سے بہرہ ور ہونے کی سنجیدہ کوششوں کے طور پر بنیادی اصلاحات کی طرف پیش قدمی کریں تو ان مبارک قدموں کو جکڑنے کے لیے اسلام دشمن مختلف طریقوں سے روڑے اٹکائیں گے۔

یہ خدشات درج ذیل ہو سکتے ہیں :

[1] کافر قوتیں انتقامی کارروائی کے طور پر مسلم ممالک میں دہشت گردی پھیلا سکتی ہیں، جس طرح جہادِ افغانستان کی پشت پناہی کے انتقام میں روس نے پاکستان کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا۔

دہشت گردی میں ہمیشہ جوشیلے مسلمانوں کو دھوکے سے آلہ کار بنایا جاتا ہے۔جیسے 11 ستمبر کی وارداتوں میں F.B.I.اور صیہونی ایجنٹوں نے بعض عربوں کو استعمال کیا تھا۔جب عالم اسلام میں اصلاح کا عمل شروع ہوگا تو جذباتی مسلمان بھی مطمئن ہو جائیں گے اور دشمنان اسلام کو دہشت گردانہ حملوں کے لیے مسلمانوں کے کندھے ملنا دشوار ہو جائے گا۔اگر کوئی لالچی اس پر آمادہ بھی ہوگا تو عام لوگ ان پر کڑی نظر رکھ کر ان ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملا دیں گے۔

Monthly MUHADDIS Lahore
99-J Model Town, Lahore-54700
5866476-5866

[2] بہت سے مسلم حکمران، سیاستدان، بیوروکریٹس، فوجی آفیسر اور تاجر بھی یہودیوں کی خفیہ تنظیموں کے رکن ہیں، جو اپنی ممبرشپ پکی کرنے کی خاطر دین اور وطن سے غداری کے لیے بے تاب رہتے ہیں۔ وہ ان کوششوں میں رخنہ ڈالیں گے۔

جب کاروانِ اسلام بیدار ہوگا تو مسلم ممالک کی عمومی صورتحال بہتر ہوگی، اسلامی نظام عدل کی برکت سے امن وامان عام ہوگا اور معیشت مستحکم ہوگی، پھر یہودی تنظیموں کے ممبروں پر بھی صیہونی گرفت کمزور ہوگی اور وہ بآسانی ان تنظیموں کی غلامی سے آزاد ہوں گے۔

اللہ پاک نے دفاعی استحکام کے نتیجے میں اس قسم کے لبرل لوگوں کے سدھر جانے کی بھی خوش خبری عطا فرمائی ہے۔

﴿...... واخرین من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم﴾ [الانفال/ ٦٠]

[3] دشمنانِ دین وملت نے اپنے کرپشن اور دیگر غدارانہ کارروائیوں سے جوانوں کو غافل رکھنے کی خاطر قوم کو کرکٹ جیسے فضول کھیلوں کا شیدائی بنا رکھا ہے۔ لہٰذا ان سے جہادی سرگرمیوں میں دلچسپی کی توقع کیسے کی جاسکتی ہے؟!

جب حکمران اپنی اصلاح کے ساتھ قوم کی صحیح رہنمائی کریں گے تو "الناس على دين ملوكهم" کے مصداق لوگوں کے مشاغل بھی بدل جائیں گے، مسلمان نشانہ بازی جیسے مفید کاموں کے مشق میں زیادہ سرگرمی دکھائیں گے۔

[4] یورپی یونین نے اعلان کیا ہے کہ ڈنمارک کا بائیکاٹ پورے یورپ کے ساتھ بائیکاٹ ہے۔ کیا ہم پوری مغربی دنیا سے کٹ کر رہ سکتے ہیں؟!

انسان فطرتاً معاشرت پسند ہے، اسے دوسروں سے واسطہ رکھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ اگر ہم بعض یورپی چیزوں کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، تو اس سے کہیں بڑھ کر امریکہ ویورپ کو عالمِ اسلام کے تیل، معدنیات اور بعض زرعی اجناس کی ضرورت ہے۔ اگر ہم یورپ کے اعلان یکجہتی سے مرعوب ہوں تو ہمیں مزید ذلت واہانت برداشت کرنے کے لیے مستعد رہنا پڑے گا، اور اگر ہم انہیں عالم اسلام کے بائیکاٹ کی دھمکی دیں تو اُن کے لیے توہین رسالت کے مجرموں کو قرار واقعی سزا دے کر آئندہ کے لیے رواداری کی ضمانت فراہم کرنا ہمارے تیل اور اہم آبی گزرگاہوں سے محرومیت کے مقابلے میں نہایت آسان اور سستا ہوگا۔

[5] اگر ہم ایسے اقدامات کریں تو امریکہ ویورپ ہمیں قرضے نہیں دیں گے، اقتصادی اور تجارتی پابندیاں لگائیں گے۔ جبکہ بہت سے مسلمان ملک پہلے ہی ان دشمنوں کے مقروض ہیں۔

جب مسلمان ممالک' مسلم اور کافر میں فرق کرنے لگیں گے تو اپنی رقوم بھی امریکہ ویورپ کے بجائے مسلم ممالک کے بنکوں میں منتقل کریں گے، اس طرح مسلمان غریب ممالک کی اقتصادی حالت سدھر جائے گی، پھر وہ قرضوں کے محتاج ہی نہ رہیں گے۔ وما ذلك على الله بعزيز

اس کے نتیجے میں ہمیں سود کی ادائیگی کے ناروا بوجھ اور مستقل لعنت سے بھی چھٹکارا ملے گا۔اور قرض دینے والوں کے ظالمانہ شرائط اوران کے مفادات کے تحفظ سے بھی آزادی ملے گی۔ نیز ہمارے جوانوں کو عرب و دیگر اسلامی ممالک میں روزگار ملے گا،جس سے ان ممالک کا اپنا بوجھ بھی ہلکا ہوجائے گا۔ کیونکہ ان ممالک میں امریکہ و یورپ کے کارکنوں کو نہایت بھاری تنخواہیں دی جاتی ہیں۔

[6] متعدد مسلم ممالک نے امریکہ وغیرہ سے دفاعی معاہدہ کررکھا ہے،جس کے تحت وہ فوج اور اسلحہ کا انتظام نہ کرنے کے پابند ہیں۔وہی ''دوست ملک'' بوقت ضرورت ان کی ''حفاظت کا ذمہ دار'' ہے۔

کیا ابھی تک مسلمانوں کو یہ احساس نہیں ہوا کہ جو بھی کافر ممالک مثلاً امریکہ سے دفاعی معاہدہ کرکے مطمئن ہوجاتا ہے'اس کے جنگی جہاز کا امریکی پائیلٹ بوقت ضرورت اسرائیل کے بجائے خود اسی ملک کی چھاؤنی پر بم گرائے گا؟!

1971ء میں امریکہ ''اپنے دوست'' پاکستان کی مدد کے لیے بحری بیڑا بھیجنے کا اعلان کرتا رہا،لیکن بیڑا روانہ ہی نہیں کیا یا اسے ''روس کے دوست'' بھارت کی مدد کے لیے بھیجا گیا؟ ہمیں اس سے غرض نہیں۔لیکن المیہ یہ ہے کہ اس کا انتظار کرتے کرتے ملک دولخت ہوگیا!! عرب اسرائیل جنگ اور اقوام متحدہ کی قراردادوں سے ہر ذی شعور کو معلوم ہوگیا ہے کہ''الکفر ملة واحدة''

یہ تمام ذلتیں دنیا پرستی اور عیاشی کی وجہ سے اٹھانا پڑتی ہیں،حالانکہ اللہ نے امت اسلامیہ کو اپنی دفاع کے لیے ہر ممکن ذریعہ اختیار کرتے ہوئے اپنے پاؤں پر کھڑی ہونے کا حکم دیا ہے۔﴿ واعدوا لهم ما استطعتم من قوة...... ﴾[الأنفال/ ٦٠] احساسِ کمتری سے بچ کر سائنس وٹیکنالوجی میں ترقی کرکے دفاعی میدان میں خودکفالت حاصل کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اور آپس کے تعاون سے عین ممکن بھی۔

[7] اندیشہ ہے کہ کافر ممالک عالم اسلام پر جنگ مسلط کردیں۔

عالمی حالات پر نگاہ رکھنے والے بہت سارے مبصرین تیسری عالمی جنگ کی پیشگوئی کررہے ہیں، جو یقیناً اہل اسلام اور اہل کفر کے مابین ہوگی۔ دشمنان اسلام ہماری جہادی قوت کو کمزور کرنے کی خاطر مسلم ممالک میں دہشت گردی کروارہے ہیں۔

مسلمان حکومتوں کو چاہیے کہ اسلام پسندوں کو پکڑ کر امریکہ کو فروخت کرنے کے بجائے ان تمام اسباب پر غور کریں جو انہیں غیر شعوری طور پر دشمن کا آلہ کار بنارہے ہیں۔توحید وتقویٰ سے سرشار یہ افراد ملک وملت کا اہم ترین قیمتی اثاثہ ہیں،ان کا دل جیت کر انہیں مفید شہری اور بہترین مجاہد بنایا جاسکتا ہے۔اللہ پاک نے اسی شرط پر بہت بڑی بشارت دی ہے۔﴿ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين ۞﴾[الأنعام/١٣٩]

❀❀❀❀❀❀❀